www.novelsclubb.com
میں ماہِ کامل ہوں
از عینا بیگ

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

میں ماہ کامل ہوں از عینا بیگ

Episode 6

"وعدہ کرو تم آئندہ یہ بات نہیں کرو گی۔" گاڑی ہاسٹل سے قریب تھی جب اس نے یکدم کہا۔ نگاہیں اب بھی آگے تھیں۔ جانان نے گردن پھیر کر اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ خاموش رہی۔

"مجھے جواب چاہیئے۔۔" اس کی آواز بلند ہوئی۔

"اور مجھے طلاق چاہیئے!" اب کی بار وہ خود کو روک نہ سکی۔

"جانان!" وہ دانت پیس کر گویا ہوا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کو ایسا کرنا ہو گا جہاندار۔ میرے لیے مشکل مت بنیں خدارا۔ میں مر جاؤں گی۔" آنکھوں میں نمی سی اترنے لگی۔

جہاندار نے ہاسٹل کے آگے گاڑی جھٹکے سے روکی۔ دانت پیستے ہوئے ایک ہاتھ اسٹیئرنگ پر مار کر وہ خود کو پرسکون کرنے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔

"اور میں زندہ رہوں گا؟ایسی کوئی بات نہ کرو کہ میں خود پر سے اختیار کھو دوں۔ یہ ایک بے حد گھٹیا مذاق ہے۔"اس کا غصہ جانان کو خوف دلانے لگا تو وہ جواب دیے بنا گاڑی سے باہر نکل آئی۔ نجانے وہ گھر جا کر اب کیا کرنے والا تھا۔

---★★★---

بیگ صوفے پر پھینک کر اس نے کمرے کا رخ کیا تھا۔گھر پہنچ کر جو سکون اسے ملا تھا وہ بھلا حویلی میں کہاں تھا۔۔ہاں بس وہ اس لڑکی کو تنہا چھوڑ آیا تھا۔اس نے گھڑی پر نگاہ دوڑائی جہاں رات کے دس بج رہے تھے۔جہاندار کے کمرے کے سامنے سے گزرتے ہوئے ایک نگاہ اندر ڈالی تھی۔پیشانی پر گہرے بل نمودار ہوئے۔کمرے کی حالت نے اسے بری طرح چونکایا۔بستر کی چادر فرش پر پڑی تھی اور کمرے کا سامان بھی بری طرح متاثر تھا۔ اسے یکدم ہی بھائی کا خیال آیا تو اس کے کمرے میں داخل ہوا۔سنگھار میز کا تمام سامان فرش پر پھیلا ہوا تھا۔محسوس ہوتا تھا جیسے کسی نے پورا کمرا ہی بکھیر دیا ہو۔

www.novelsclubb.com

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"گھمبیر آواز نے سراقہ کو تیزی سے پلٹنے پر مجبور کیا۔کمرے کے دروازہ پر کھڑا جہاندار سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

"یہ سب کیا ہے؟" لہجے میں حیرانگی تھی۔

"کچھ نہیں۔۔بس کمرہ کچھ بکھرا ہوا ہے۔ سمیٹ دوں گا۔" پیشانی رگڑتا ہوا وہ تیزی سے اندر داخل ہوا اور پرفیومز اٹھاتے ہوئے دوبارہ میز پر رکھنے لگا۔

"جہاندار؟" وہ تفصیلات جانے بغیر ایسے نہیں مان سکتا تھا۔ "کیا یہ سب تم نے کیا ہے؟"

"ہاں۔" مختصراً جواب۔

"کیوں؟" اس نے زور دیا۔

"حویلی والوں کی بات پر غصہ تھا۔ خود پر قابو نہیں رکھ سکا۔ اب تم جاؤ تاکہ میں کمرا سمیٹوں۔" پیشانی پر پسینے کے قطرے موجود تھے۔

"کیا تم مجھ سے کچھ شئیر نہیں کرنا چاہتے؟" گہری سانس خارج کرتے ہوئے وہ اس کی جانب بڑھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"شئیر؟ تم سب جانتے ہی ہو۔" جہاندار اپنی سرخ آنکھوں کو چھپا نہ سکا۔

"تمہاری جانان سے ملاقات ہوئی؟ کیا کہتی ہے وہ؟" وہ خود ہی بات تبدیل کر گیا مگر یہی وہ موضوع تھا جو جہاندار کو مزید خاموش کر گیا۔ سراقہ نے اس کو بے اضطرابی سے ارد گرد نگاہیں دوڑاتے دیکھا۔ کنپٹی کی رگیں ابھر رہی تھیں۔

"کچھ نہیں کہتی وہ۔ سب۔۔ سب ٹھیک ہے۔ تم باہر جاؤ تا کہ میں کمرا سمیٹوں۔ تھکا ہوا ہوں اس لیے نیند حاوی ہے۔" اس نے زبردستی سراقہ کو کمرے سے باہر کرنا چاہا تو وہ ایک گہری نگاہ اس پر ڈالتا ہوا نجانے کیا سوچتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ جہاندار کا رویہ بے حد عجیب تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جہاندار کچھ چھپا رہا ہے مگر اس وقت اس سے کچھ بھی اگلوانا بیکار تھا۔ اپنے بستر پر دھپ سے گرتے ہوئے وہ خود کو ذہنی طور پر پرسکون محسوس کروانے لگا۔

---★★★،---

www.novelsclubb.com

کافی دنوں بعد آج اس نے ڈائری کھولی تھی۔

جہاں سے لفظوں کو ادھورا چھوڑا تھا وہ انہیں پورا کرنا چاہتی تھی۔ جانے اس کے بعد کیا کیا ہوا۔۔

ہاں سراقہ چلا گیا۔۔

نہیں اس سے پہلے!

وہ دماغ پر زور ڈالنے لگی۔

کوئی ایسی بات جو اس نے محسوس کی ہو' وہ اسے لکھنا چاہتی تھی مگر نہیں۔۔ دماغ میں اب بھی سراقہ کا لوٹا بسا ہوا تھا۔

وہ اس کی کمی محسوس کرنے لگی۔

کمرے میں ایسی خاموشی تھی جو سراقہ کی موجودگی میں کبھی نہیں ہوئی۔ اسے اپنے سامنے موجود پا کر وہ کبھی خاموش نہیں رہتا تھا۔۔ چھیڑ چھاڑ ہی سہی مگر بولتا تو تھا۔۔

اسے یکدم ہی عجیب سی وحشت ہونے لگی تو یہ جانے بغیر کھڑکیاں کھولنے لگی کہ وحشت وجود کی نہیں بلکہ دل کی تھی۔۔

www.novelsclubb.com

"میں خود کو بے حد کمزور محسوس کر رہی ہوں۔ بے حد کمزور۔۔ جس کی سوچنے کی صلاحیت بھی ختم ہو گئی ہے۔ گویا میرا وقت ٹھہر گیا ہو۔ سمجھ نہیں آتا کس راستے پر چلنا چاہیئے۔ میں شاید خود پر دھیان ہی نہیں دینا چاہتی مگر۔۔ مگر سراقہ میرا دھیان رکھنا چاہتا

ہے۔ نہیں جانتی تھی کہ انسان کے وجود میں دل سب سے کمزور اعضا ہوتا ہے۔ وہ اپنے اندر سارے احساس چھپا کر رکھتا ہے۔ اگر یہ دل نہ ہوتا تو ہم کسی پر رحم بھی نہ کھا پاتے۔ ہاں پھر شاید میں سراقہ کے بارے میں بھی سنگ دلی سے فیصلہ لے چکی ہوتی۔ پھر شاید میرا دل ان کی جانب سے نرم ہی نہ پڑتا۔ کم از کم مجھے میرا رستہ واضح اور صاف تو نظر آتا۔ آج کے بعد سے میں انہیں کبھی یہ ڈائری پڑھنے کا موقع نہیں دوں گی۔ میں نہیں چاہتی کہ وہ میرے دل کا حال جان سکیں۔۔ ان حالات کو دل میں دبانا مشکل تھا اس لیے لکھ رہی ہوں۔

مجھے امید ہے وہ جہاندار بھائی اور جانان کا مسلہ سلجھا دیں گے۔ ان کے لیے کوئی مسلہ 'مسلہ نہیں۔۔ شاید میں نے ہی خود پر کئی باتوں کو حاوی کر رکھا ہے۔

خود کو مضبوط ظاہر کرتے ہوئے اب میں تھک گئی ہوں۔ میری آنکھیں میرے جملوں کا ساتھ نہیں دیتیں۔ یہ آدمی بہت عجیب ہے۔ میری آنکھوں سے میرے دل کا حال سمجھ جاتا ہے۔ وہ جان جاتا ہے کہ کب میں حالات سے خوف کھا رہی اور کب مجھے زندگی کے مسلوں نے گھبرانے پر مجبور کر دیا ہے۔ کیا یہ نجومی ہے؟ شاید نہیں۔۔

www.novelsclubb.com

شاید میں ان سے کبھی بات نہ چھپا سکوں۔

کاش اسے لوگوں کی آنکھیں پڑھنے کا شوق ہی نہ ہوتا۔

میرے پیروں کی کھلتی زنجیر اب کی بار وہ محبت جیسے خطرناک احساس سے باندھ رہا ہے۔وہ مجھے رکنے پر مجبور کر رہا ہے۔۔

ہاں شاید ٹھہرنے کے سوا میرے پاس کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں۔۔

کون جانے میرا نام کس نے رکھا۔ماہ کامل۔۔ بھلا مکمل چاند ہو کر کوئی اتنا ادھورا کیسے ہو سکتا ہے۔

ان لوگوں کے درمیان رہ کر چندا کو سوچنا بہت محال ہے۔آبرو چچی میری سوچوں پر بھی قابض ہونا چاہتی ہیں۔

www.novelsclubb.com

گویا وقت ٹھہر گیا ہو۔۔

جانے میں ان حالات سے کب نکلوں گی۔

اب گھٹن محسوس ہوتی ہے۔

میں اپنی چندا کے گھر جانا چاہتی ہو۔

وہ گھر جہاں میری ماں کی خوشبو ہے۔

وہ ماحول جو مجھے سمیٹ سکتا ہے۔

میرے غم دھو سکتا ہے۔۔"

---★★★---

الارم کی چبھتی آواز نے اسے جی بھر کر کوفت میں مبتلا کیا۔وہ آج خود کو فریش محسوس نہیں کر رہا تھا۔جانے دل اتنا بوجھل کیوں تھا۔وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔محسوس ہونے لگا جیسے گاؤں سے وہ ادھورا ہی لوٹا ہو۔کچھ بھی ویسا نہیں تھا جیسے پہلے ہوا کرتا تھا۔

www.novelsclubb.com

اتنا سکون ہونے کے باوجود بھی بے چینی تھی۔چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے پوری آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر فریش ہو آیا۔

آفس کے لیے تیار ہوتے ہوئے اس نے ایک نظر خود کو سنگھار میز کے آئینے میں دیکھا۔

آج اس لڑکی کی آواز سنے بغیر اس کی صبح ہو گئی تھی۔اسے خود پر حیرت ہوئی کہ وہ اٹھنے کے بعد ایک حروف زبان سے نہ بولا۔

گھبراہٹ بڑھنے لگی تو وہ فریج کی جانب بڑھا۔ٹھنڈے پانی کی بوتل منہ سے لگاتے ہوئے اس نے خود کو کچھ راحت بخشی۔

یہ لڑکی اسے پاگل کر کے چھوڑے گی۔وہ خود ہی اپنی گھبراہٹ پر چڑتا ہوا گاڑی کی چابی اٹھا کر نیچے بڑھ گیا۔

---★★★---

"اٹھ جاؤ جانان۔"خود پر کسی کے ہاتھوں کا وزن محسوس کرتے ہوئے جانان نے اپنی آنکھیں بمشکل کھولیں۔

"بلقیس؟"سرخ سوجی ہوئی آنکھیں حیرت سے پھٹیں۔

"ہاں میں تمہارے کمرے میں اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ شفٹ ہو چلی ہوں۔"

وہ لڑکی کچھ صحت مند سی تھی۔آنکھوں کے نیچے پھیلا کاجل اس کے چہرے پر برا نہیں لگ رہا تھا۔

"مگر وہ۔۔۔"اس نے ابھی اپنی ساتھی کا پوچھنا ہی چاہا لیکن بلقیس بات کاٹ گئی۔

"ہاں وہ چلی گئی !اس کا بھائی اسے لینے آیا تھا۔بتا رہی تھی کہ ابا کی طبیعت ناساز ہے اس لیے رزلٹ سے پہلے واپسی مشکل ہے۔"لمبی سی چٹیا کندھے پر جھول رہی تھی۔

"اور تم نے سوچا کہ مجھے کمپنی دے دو۔"خود ہی کہانی کا اندازہ لگاتے ہوئے گہری سانس خارج کر گئی۔بوجھل دل اور بوجھل طبیعت۔۔دونوں ہی آواز کا ساتھ نہیں دے رہی تھیں۔

"ہاں بلکل۔۔ورنہ تم اس اکیلے کمرے میں سوتی ہی رہو گی۔بہرحال یہ بے وقت سونے کا کون سا انداز ہے؟ بارہ بجنے لگے ہیں۔ہال میں میم نے لڑکیوں کو اکھٹا کر رکھا ہے۔"اس کی بات پر وہ جی بھر کر چونکی۔

"کیوں؟"اس نے آنکھیں پھاڑیں۔

"ان کے روم سے رزلٹس میں تبدیلی کی گئی ہے۔ انہیں شک ہے کہ یہ جونئیرز نے کیے ہوں گے۔۔ مگر ہاں میں جانتی ہوں کہ یہ کون ہوگا۔ تمہیں یاد ہے وہ ثمرین؟ جو ہم سے ایک سال جونئیر ہے! اس دن اپنی سہیلیوں کو کسی اینڈوینچر کے لیے منا رہی تھی۔ ارے بیڑا غرق ہو اس کا۔۔ اینڈوینچر کے چکر میں پورے انسٹیٹیوٹ کی شامت لگوا دی۔" وہ بولتی جا رہی تھی اور جانان اسے بنا رکے بولتے دیکھی جا رہی تھی۔

"تم تو مجھ سے بھی کہیں زیادہ بولتی ہو۔" گہری سانس اندر کھینچتے ہوئے وہ بمشکل اٹھی۔ نقاہت سے سر بھاری ہو رہا تھا۔ "اگر جہاندار تمہیں بولتے دیکھ لیں تو ایسا کبھی نہ کہیں کہ میں زیادہ۔۔" وہ بے دھیانی میں بولتی ہوئی خود ہی جہاندار کے ذکر پر ٹھٹکی۔ یکدم ہی کل کی باتیں دماغ میں گھومنے لگیں۔ اب بھلا وہ جہاندار کے نام کو زبان پر آنے سے کیسے روک سکتی تھی۔ آنکھیں چھلکنے لگیں تو اس نے تیزی سے واش روم کی جانب رخ موڑ لیا۔ بلقیس اس کی باتوں پر خود ہی ہنستی چٹیا گھمانے لگی۔

---★★★---

www.novelsclubb.com

"میں نے کہا نا اس میٹنگ کو کینسل کر دو۔" اس کے چیخنے پر چونکی دوسری طرف موجود شخص گھبرا گیا۔

"سر ایسا ممکن نہیں ہو سکتا۔ آپ کو آنا ہی ہو گا۔ یہ ایک بہت بڑی ڈیل ہے۔ کمپنی کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔" مقابل شخص کی بات پر اس کا خون کھول اٹھا۔

"تو پھر سر اقبہ سے کہو کہ وہ اسے اٹینڈ کر لے گا۔" وہ تکلیف سے کہتے ہوئے مٹھیاں بھینچ گیا۔ اس حالت میں میٹنگ اٹینڈ کرنا مشکل تھا۔ لائن کاٹ کر سر کے بالوں کو مٹھیوں میں بھینچتے ہوئے وہ چلتا ہوا سنگھار میز کی جانب بڑھا۔ تکلیف سے سر پھٹ رہا تھا۔ اسے لگا وہ نقاہت کے باعث فرش پر گر جائے گا۔ جانان کی باتیں اس کی راتوں کی نیند غائب کر چکی تھیں۔ اس نے خود کو بے بسی سے آئینے میں دیکھا۔ یعنی اب وہ اس سفر میں اکیلا تھا۔۔ جانان بھی اس سے دور بھاگ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

سرخ آنکھوں میں دکھ تھا۔ تکلیف سے آنکھیں میچتے ہوئے اس نے آہستگی سے کھولیں۔ وہ اپنی زندگی کے سب سے کٹھن لمحے کو جی رہا تھا۔

یہ طلاق ناممکن تھی۔وہ جانتا تھا کہ یہ راستہ ہی غلط ہے۔جان سے چلے جائے گا مگر طلاق کے الفاظ منہ سے نہیں نکلنے دے گا۔غصے سے دماغ کی رگیں پھٹنے کو ہوئیں۔یکدم ہی اسے خود سے نفرت محسوس ہونے لگی۔پرفیوم کی بوتل اٹھا کر میز پر پوری قوت سے پٹختے ہوئے وہ پیچھے کو ہٹ گیا۔

لمبا چوڑا وجود خود کو بے بس محسوس کررہا تھا۔کاش وہ اپنے لیے کچھ کرسکتا۔۔مگر شاید اپنوں نے اس کی زندگی کو کسی دشوار موڑ پر لا کھڑا کیا تھا۔

---★★★---

"فحاش عورت کی اولاد۔" چڑ کر ادا ہونے والے الفاظ جہاں ماہ کامل کا دماغ سن کر گئے وہیں زینت چچی کی پیشانی پر بھی لکیریں ابھریں۔

"میں آپ کو کچھ کہنے سے روک نہیں رہی مگر خدارا چندا کی بیٹی کے آگے اس کی ماں کے لیے برے الفاظ نہ کہیں۔" ان کے لیے آبرو سر درد تھی۔ان کی زہر اگلتی زبان کا مقابلہ کرنا بیکار تھا۔

"ارے بی بی تم تو ہمارے معاملے میں نہ ہی پڑو تو بہتر ہے۔اپنے بیٹے پر نگاہ ڈالو جو خود بیوی کو ترس رہا ہے۔ بڑے فخر سے جوڑا تھا رشتہ اکبر حویلی کے لوگوں سے۔۔اب بھگتو۔۔"

ان کی تیز چلتی زبان کو روکنا ناممکن تھا۔زینت چچی کا چہرہ یکدم ہی سرخ ہوا۔ماہ کامل کو ان کے لیے اتنا برا لگا کہ شرمندگی کے مارے وہ سر ہی نہ اٹھا سکی۔

"اور تم!"ان کا کاٹ دار لہجہ اب ماہی کی جانب مڑا۔اس نے بمشکل نگاہ اٹھا کر آبرو کو دیکھا۔

"ہماری زندگی سے کہیں دور چلی جاؤ۔ کبھی چندا نہ برداشت ہوئی۔۔اس کی بیٹی کیسی ہوگی۔"انہیں خار محسوس ہوتی تھی۔۔اور ماہ کامل کو شرمندگی۔وہ رویوں سے اتنا تھک گئی کہ اب ہار گئی تھی۔دل ایک بار پھر زخمی ہو گیا تھا۔قدم سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئے۔

سراقہ کی ناموجودگی میں زیادہ وقت کمرے میں گزارنا ہی بہتر تھا۔

www.novelsclubb.com

مرے مرے قدموں سے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اس نے خود کو بے بسی سے ایک بار آئینے میں دیکھا۔آنکھوں میں موجود تھکاوت واضح تھی۔

انسان بھلا دیے جاتے ہیں مگر ان کے رویے اپنے نقش چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ جانتی تھی کہ اب مزید ماں کے خلاف کوئی بات نہ سن سکے گی۔ صبر کا یہ پیالہ کبھی بھی چھلک سکتا تھا۔ آنکھیں بھیگنے لگیں۔ وہ بستر پر لیٹ کر چھت کو گھورتی چلی گئی۔

کوئی بھی فیصلہ لینا دشوار تھا۔ ذہنی توازن بگڑنے لگا تو اس نے آنکھیں موند لی۔ شاید اس بہانے وہ خود کو کچھ دیر پرسکون کر سکے۔

---★★★---

"کتنا وقت ہے؟" اس نے بے زاری سے پوچھا۔

"دس منٹ۔" جہاندار کے اسسٹنٹ نے اس کے آگے آج کی میٹنگ کی فائل رکھی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میرے لیے کافی کا کہہ دو۔ سر درد بڑھ رہا ہے۔" جہاندار پر غصہ تو بہت تھا لیکن ابھی کوئی اور راستہ بھی نہیں تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اس نے نگاہ اٹھا کر گھڑی کی جانب دیکھا۔ میٹنگ کے آغاز ہونے میں پانچ منٹ تھے۔ وہ ابھی سامنے رکھی فائل کھولتا ہی کہ گلاس ڈور کھول کر اندر داخل ہوتا جہاندار اسے بری طرح چونکا گیا۔ سیاہ کوٹ اور پینٹ میں ملبوس قدم اٹھاتا ہوا وہ اس کی جانب آیا تھا۔ آنکھوں کی ہلکی ہلکی سرخی اب بھی

www.novelsclubb.com

قائم تھی۔وہ اسے چاہ کر بھی چھپا سکا۔سراقہ کے لیے یہ بات سمجھنا مشکل نہ تھی کہ وہ ٹھیک نہیں تھا۔اس کی زندگی میں کچھ تو ایسا چل رہا تھا جس کا جہاندار نے خود بھید رکھا ہوا تھا۔

"کہاں تھے تم؟"اس کی پیشانی پر غصے سے بل نمودار ہوئے۔"جانتے ہو فائنانس کے انچارج تم ہو۔میں اب اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ ساتھ تمہارا کام بھی دیکھوں؟" اسے غصہ تھا سو وہ اتارنے لگا۔

"آ گیا ہوں ناب؟"جہاندار نے لب بھینچ لیے۔اس کے برعکس جواب بھنا کر نہیں دیا گیا تھا۔بھلا وہ کہاں کسی کا غصہ برداشت کرتا تھا۔سراقہ کو حیرت ہوئی۔وہ چہرے سے تھکا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟"فکر یہ لہجہ۔

www.novelsclubb.com

"کیا فرق پڑتا ہے۔"وہ استہزایہ انداز میں کہتا ہوا سراقہ کے آگے سے فائلز اٹھا کر باہر نکل گیا۔اس کے لہجے میں ایسا بہت کچھ تھا جسے سراقہ جاننا چاہتا تھا۔

پندرہ منٹ بعد نجانے کیا ہوا کہ وہ خود اٹھ کر میٹنگ روم میں چلا آیا جیسے جہاندار کو نوٹ کرنا چاہتا ہو۔اسے میٹنگ روم میں داخل ہوتا دیکھ کر تقریر کرتا جہاندار ٹھٹکا تھا مگر سب کی نگاہیں اس پر تھیں اس لیے وہ دوبارہ اپنے لوگوں میں مصروف ہو گیا۔سامنے لگی سلائیڈز پر اپنا کام سمجھاتے ہوئے وہ سراقہ کو تھوڑا ڈسٹرب سا محسوس ہوا جیسے وہ خود کو یہاں زبردستی کھینچ کر لایا ہو۔دور صوفے پر بیٹھتے ہوئے اس نے اپنی تمام تر توجہ کا مرکز جہاندار کو بنالیا۔

میٹنگ چل رہی تھی۔میز کے ساتھ لگی کرسیوں پر بیٹھے ان تمام لوگوں کو بات سمجھا کر جہاندار اپنی جگہ کی جانب بڑھا۔اتنا بولنے کے باعث حلق سوکھ چکا تھا۔جگ سے پانی گلاس میں انڈیلتے ہوئے ہاتھ لرز رہے تھے۔اس نے بمشکل خود کو پرسکون رکھتے ہوئے گلاس اٹھایا مگر وہ کپکپا اٹھا۔

www.novelsclubb.com

"سر آپ ٹھیک ہیں؟"اس کا ور کر صارم کی طرف سے پوچھا جانے والا سوال جہاندار کو یکدم ہی چونکا گیا۔

"ہمم۔۔ہاں۔" بولنے میں دشواری محسوس ہوئی۔"اب آپ لوگ اپنے آئیڈیاز پیش کر سکتے ہیں۔"ٹائی ڈھیلی کرتے ہوئے اس نے خود کو اطمینان بخشا۔ایک نگاہ سراقہ کی جانب اٹھی تھی جو دور ٹانگ پر ٹانگ جمائے سلائیڈز کی جانب دیکھ رہا تھا۔جہاندار کی نگاہوں کی تپش خود پر محسوس کرتے ہوئے اس کی طرف نگاہوں کا رخ موڑ لیا۔گہری جانچتی نگاہ جہاندار کو بے سکون کرنے لگی۔وہ جانتا تھا سراقہ اس کے کچھ نہ بتانے پر بھی سب جان لے گا۔یہی بات اس کی گھبراہٹ میں اضافہ کر گئی۔اس نے تیزی سے رخ موڑ لیا۔

---★★★---

"ڈاکٹرز کیا کہتے ہیں؟"اس کا لہجہ گھبرایا ہوا تھا۔

"وہ کہتے ہیں کہ عالم خود بہتر نہیں ہونا چاہتا۔اپنا خیال نہیں رکھتا۔"شاداب کا انداز بے چین تھا۔

"وہ دوائیاں لے رہا ہے۔پھر ایسا کیسے ممکن ہے؟"اس نے اپنے بھائی کا لاغر وجود بستر پر دیکھا۔

"دوائیاں کافی نہیں ہوتیں کامل۔ایک کمرے میں بند رہنا اور دنیا سے کٹ کر نہیں رہا جاسکتا۔وہ ہم میں سے کسی کی بھی نہیں سنتا۔"ان کے لہجے میں دکھ تھا۔

اسے یاد تھا وہ کس مشکل سے اکبر حویلی آئی تھی۔آبرو کی اجازت لینے سے سب سے دشوار کام تھا۔وہ عورت بھی عجیب تھی۔چار گالیاں اس کی ماں کو دیے بغیر چین سے نہ بیٹھتی تھی۔

"میں آج یہاں ٹھہروں گی۔۔جب تک وہ بہتر نہیں ہو جاتا میں یہیں رہوں گی۔"اس نے گویا فیصلہ سنایا۔وہ جانتی تھی اس کا یہ فیصلہ آبرو کو کبھی قبول نہ ہو گا مگر وہ اپنے بھائی کو یوں جان سے جاتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔عجیب کہانی تھی یہ۔۔نہ منزل مل رہی تھی نہ راستہ۔۔عالم کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ آنسو بہانے لگی۔

وہ جانتی تھی کہ وہ جاگا ہوا ہے۔بس نیند میں ہونے کی اداکاری کر رہا ہے۔کمرے میں خاموشی کا عالم تھا۔آج بادل گرج رہے تھے۔ان کی کان پھاڑ دینے والی گرج محسوس کرتی وہ مزید نرماہٹ سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

حویلی کی خانساماں اسے بتانے آئی تھی کہ اکبر دادا اسے شام کی چائے پر طلب کر رہے ہیں۔وہ محض اثبات میں سر ہلا گئی کہ بھائی کو یہاں تنہا چھوڑنا اسے مناسب نہ لگا۔تب ہی عالم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر سہلایا جیسے کہہ رہا ہو کہ اسے اکبر دادا کے پاس جانا چاہئیے۔اس کا کمزور جسم ماہ کامل کو خون کے آنسو رلانے لگا۔وہ اپنے بھائی کے لیے کچھ بھی تو نہ کر سکی تھی۔حالات میں کوئی بہتری نہیں تھی۔سب کچھ ویسا ہی تھا۔اس کے راستے ہی دھندلا گئے۔

---★★★---

ٹی وی کھولتے ہوئے اس نے اپنی سینڈوچ کی پلیٹ اٹھائی اور صوفے پر دھپ سے بیٹھ گیا۔ شام کے چھ بجنے کو تھے اور وہ شاور لے کر خود کو پر سکون محسوس کر رہا تھا۔

"تم جانان سے کوئی بات نہیں کرو گے۔" جہاندار تیزی سے لاؤنج میں داخل ہوا۔سراقہ نے چونکنے کی خوب اداکاری کی۔

"میں ایسا کیوں کروں گا؟"

www.novelsclubb.com

"کیونکہ مجھے پتا ہے کہ تم یہی کرنے والے ہو۔" الفاظ دانت پیس کر ادا ہوئے۔ سراقہ ایک انداز سے مسکرایا۔

"مجھے تمہاری پرواہ ہے۔" جیسے علم میں اضافہ کیا ہو۔

"کرنے کی ضرورت نہیں۔ تم کچھ نہیں جانتے۔"

"اسی لیے تو میں چاہتا ہوں کہ غم کو اکیلے دل میں نہ دباؤ۔ مجھ سے اپنی پریشانی کا اظہار کرو۔ ایک بھائی کے ہوتے ہوئے یوں تنہا لڑنا بھی درست نہیں۔

"بیوی سے کیا لڑنا۔" وہ خود ہی اپنی تکلیف پر ہنس دیا۔ سراقہ نے ایک آ ئبرو اچکائی۔

"کیا جانان کچھ کہہ رہی ہے؟"

"میں اس کے الفاظ نہیں دہرا سکتا۔ میری تکلیف ابھی کم نہیں ہوئی۔" بے بسی سے سانس خارج کرتا ہوا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ البتہ سراقہ ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔ اس کی آدھی ادھوری باتیں اسے مزید الجھا گئی تھیں۔

---★★★---

www.novelsclubb.com

"آفس سے اطلاع آئی ہے کہ تمہارے بابا بیمار ہیں۔سب خیریت ہے نا۔" بلقیس نے اسے بغور دیکھا۔

"میں نہیں جانتی۔"اس کا دل ڈوبنے لگا۔"میں حویلی کال کرنا چاہتی ہوں مگر۔۔"وہ خود ہی ٹھہر گئی۔باپ کی فکر بھی تھی مگر وہ جانتی تھی کہ اگر کال کی تو سب اس سے نتیجے کا پوچھیں گے جس کے لیے اسے شہر بھیجا گیا ہے۔

"مگر؟"بلقیس کا تجسس بڑھا۔

"مگر انسان کو مجبوری مار دیتی ہے بلقیس۔"اس کی آنکھیں بھرنے لگیں۔"مضبوط ہونا کتنا مشکل ہے نا؟"آنسو تیزی سے بہنے لگے۔نرم دل بلقیس اس کے آنسوؤں پر ہی ٹھہر گئی۔اس کا دل جانان کے لیے تڑپنے لگا۔

"تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو۔کیا ہوا ہے؟شاید میں تمہاری کوئی مدد کرسکوں۔"اس کے ہاتھ کو دھیمے سے تھام کر وہ پیار سے بولی۔

"کچھ نہیں ہوا۔سب ٹھیک ہے۔"اس نے بے دردی سے اپنی آنکھیں رگڑیں۔

"کوئی تو بات ہے جسے تم مجھ سے چھپا رہی ہو۔ جانان تم بتا سکتی ہو۔ شاید میں تمہارے کچھ کام آسکوں۔"

"میں نے کہا نا بلقیس ایسا کچھ نہیں۔۔" جانے کیوں مگر لہجہ سخت ہو گیا۔ "مجھے ایک کال کرنی ہے۔ مجھے تنہا چھوڑ دو۔" وہ خود ہی اٹھ کر کاریڈور کی بینچ پر آ بیٹھی۔ تمام لڑکیاں اپنے روم میں تھیں۔ اس نے ارد گرد نگاہ دوڑائی۔ کچھ دور اسے دو لڑکیاں نظر آئیں جو نجانے آپس میں کیا باتیں کرتیں کاریڈور میں ٹہل رہی تھیں۔ اس کا دل ایک دم بوجھل ہو گیا مگر ہاں یہ سب اسے کرنا تھا۔

اس نے جہاندار کو میسج کیا اور جواب آنے کا انتظار کرنے لگی۔ دل عجیب طرح سے خوف کھا رہا تھا کہ نجانے وہ کیا کہے گا۔

یکدم ہی بپ پر اس کا دل اچھلا۔ موبائل کی اسکرین روشن ہوئی اور وہاں جہاندار کا میسج جگمگانے لگا۔

"کہاں؟"

www.novelsclubb.com

"صبح گیارہ بجے ہاسٹل کے پاس والے کیفے میں۔۔میں خود آ جاؤں گی۔"اس نے میسج بھیجا۔باپ کی طبیعت نے اسے مزید سنجیدہ کر دیا۔اسے ہر حال میں جلد از جلد حویلی جانا تھا۔

وہ بآسانی مان گیا۔جانان مطمئن ہوتی ہوئی کمرے میں بڑھ گئی۔

---★★★---

"سراقہ کا رویہ تمہارے ساتھ کیسا ہے ماہ؟"صبح ناشتے کے دوران دادا اکبر کا یہ سوال اسے ٹھٹکنے پر مجبور کر گیا۔

"اچھا ہے دادا اکبر۔"اس نے بریڈ کا سلائس اٹھاتے ہوئے اپنی پلیٹ میں رکھا۔

"جانان کی طلاق والے موضوع کے بعد ان لوگوں کا رویہ تم سے خراب تو نہیں ہوا؟"وہ شاید اس کی فکر کر رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"نہیں۔۔سراقہ میرے لیے ایک بہترین شوہر ثابت ہوئے ہیں۔"ماہ کامل حقیقت چھپا گئی۔۔وہ کیونکر بتاتی کہ ان کے درمیان میاں بیوی والی تو کوئی بات ہی نہیں۔۔

وہ ناشتے کی پلیٹ میں جھکی رہی۔

"ارے آج تو ہمارا لڑکا عالم بھی آیا ہے۔" سلیم مسکراتے ہوئے اس کے برابر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ عالم نے کوئی تاثر نہ دیا۔ ماہ کامل نے اس کی پلیٹ سے دلیہ کا چمچہ اٹھا کر منہ کے قریب کیا تو وہ کچھ چونک کر اسے کھانے لگا۔ وہ ایک ماہ کامل ہی تھی جو ایسا کر سکتی تھی۔ اس کے علاوہ وہ کسی کی سنتا بھی تو نہیں تھا۔

"تم آگے کے بارے میں کیا سوچتی ہو؟" دادا اکبر کی آواز دوبارہ کانوں میں ٹکرائی۔

"اس نے کہا نا وہ خوش ہے ابا میاں۔" یکدم ہی ماحول میں خاموشی چھا گئی۔ ماہ کامل نے نگاہ اٹھا کر باپ کو دیکھا تھا۔ جواب شاداب کی جانب سے آیا تھا۔ "سراقہ ایک بہت اچھا لڑکا ہے اور ہماری بیٹی کا شوہر بھی ہے۔ مجھے خوشی ہے وہ اپنی زندگی سے خوش ہے۔" ماہ کامل ان کے کہنے کا مقصد نہ سمجھ سکی۔ وہاں موجود تمام نفوس ہی خاموش اور حیران بیٹھے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ہم بھی صرف پوچھ ہی رہے تھے برخوردار۔" دادا اکبر گویا سنبھلتے ہوئے بولے۔ اس گفتگو کے بعد کوئی بھی کچھ نہ کہہ سکا۔ ناشتے کا دورانیہ بے حد خاموشی سے مکمل ہوا اور

سب اپنے اپنے کام کو چل دیے۔ماہی عالم کو لان میں لے آئی تھی۔ہلکی ہلکی دھوپ اس کو تازگی بخش رہی تھی۔

ان کے درمیان بھی کوئی خاصی گفتگو نہ ہوئی تھی۔وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے نگاہیں چرا رہے تھے۔وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے شرمندہ تھے گویا اپنے اپنے وعدوں پر پورے نہ اترے ہوں۔پودوں کو پانی دیتے ہوئے وہ اس مرجھاتے پیلے رنگ کے پھول کو دیکھنے لگی جو ایک ماہ پہلے بے حد خوبصورتی سے کھلتا ہوا نظر آتا تھا۔اس کی جلد سخت ہو رہی تھی جیسے کبھی بھی ٹوٹ کر فضا میں اڑ جائے گا۔۔خزاں کا یہ مہینہ ہمیشہ اداسیاں لے آتا۔نئے موسم کی آمد آمد تھی اور یہ پھول اس موسم کے آخری پھول تھے۔۔وہ جانتی تھی اس کے بعد کیا ہونے والا تھا۔پت جھڑ کا موسم پتوں کو شاخوں سے الگ کر دے گا اور پھولوں کا نام و نشاں بھی نہیں رہے گا۔وہ انہیں ہاتھوں سے مسل کر خود ہی تکلیف میں مبتلا ہو گئی۔اسے لگا وہ گویا اس پھول کی مانند ہو اور ریزہ ریزہ بکھر رہی ہو۔بھورے اور پیلے پتوں کے اوپر قدم رکھنے سے آواز نمودار ہوتی تھی۔یہ آواز جہاں سننے میں بھلی معلوم ہوتی تھی وہیں اسے احساس ہوا کہ وہ بھی ان پتوں کی مانند ہے جو اپنی ٹہنی سے جدا ہوئے اب دربدر بھٹک رہے ہیں۔

www.novelsclubb.com

اس کا گھر اب بھلا کون سا تھا۔۔

اس کی ماں ہی تو اس کا گھر تھی۔۔

گھر بھلا کوئی مکان تھوڑی ہوتا ہے۔ یہ تو ایک احساس ہے۔۔

کاش وہ بھی ایک دن ایسا کہہ سکے کہ وہ اپنے گھر جانا چاہتی ہے۔۔اس کی سوچ اور اس کے خیالات خود اس کے لیے باعث اذیت تھے۔ بھلا کیونکر وہ ایسا کہے گی کہ جب اسے اپنے گھر کا ہی نہیں معلوم۔۔گھر تو ایک شخص ہوتا ہے۔۔اور جانے وہ شخص کون تھا اور کہاں تھا۔۔

اس نے پلٹ کر بھائی کو دیکھا جو اس کی جانب دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ہاں شاید وہی اس کا گھر تھا۔۔ایک چھوٹا سا احساس۔۔ایک خوبصورت سا جذبہ۔ وہ جواباً مسکرا دی۔

اسے ایک اور شخص کی یکدم ہی یاد آئی اور اس قدر شدت سے آئی کہ وہ گہری سانس اندر کی جانب کھینچ کر رہ گئی۔ وہ شخص شہر لوٹتا تھا تو اسے بھول ہی جایا کرتا تھا۔۔ جیسے اب کوئی رابطہ ہی نہ ہو۔اسے یاد تھا جب ماہ نے پہلی بار سراقہ کو شہر کال تھی تو اس کا رویہ کتنا سرد

تھا۔اپنی وجہ سے وہ اس شخص کو بھی اذیت دیتی تھی۔کاش وہ جلد کوئی منزل پا لے تاکہ سراقہ کو مزید ان دشوار رستوں پر نہ چلنا پڑے مگر نہیں۔۔

ابھی کھٹن رستوں پر چلنا مزید تھا۔

---★★★---

"کہاں؟"دس بجے وہ جم سے گھر لوٹا تھا جب جہاندار کو تیار ہوتا دیکھ کر ٹھٹکا۔

"آتا ہوں ذرا کام ہے۔۔"اس نے کالر والی شرٹ کے آستین فولڈ کیے۔پیشانی پر سنجیدگی کے بل پھیلے ہوئے تھے۔

"اتنی صبح آفس کے لیے تو کبھی تیار نہیں ہوئے۔یہ تیاری کس کے لیے ہے؟"سراقہ نے جواباً سر تا پیر گھورا۔

"جانان سے ملنے جا رہا ہوں۔اس نے بلایا ہے۔کیا تمہیں آفس نہیں جانا؟"اس کے برعکس اسے سراقہ پر حیرت ہوئی۔

"نہیں آج جانے کا موڈ نہیں۔۔آج میں گھر کے لیے ہی کام لایا ہوں۔"پانی کی بوتل اچھال کر کیچ کرتے ہوئے وہ اطمینان بھرے لہجے میں بتانے لگا۔

www.novelsclubb.com

"میں بھی ذرا گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے تک لوٹتا ہوں۔"

"امید ہے جو میں سوچ رہا ہوں ویسا حقیقت میں بلکل نہ ہو۔" سراقہ کا معنی خیز لہجہ اس کی دل کی دھڑکنیں بڑھا گیا۔ آگے قدم بڑھاتا جہاندار جیسے رک سا گیا۔

"اگر ویسا ہی ہوا تو؟" جانے کیا دماغ میں آیا کہ پوچھ بیٹھا۔

"تو بھی میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ ہم مل کر حالات کو تمہاری مرضی کے عین مطابق بنا لیں گے۔" وہ بھلا کیوں اپنے بھائی کی خوشیوں کو برباد ہوتے دیکھ سکتا تھا۔

جہاندار کو گویا ایک عجیب سی تسلی ملی۔ وہ باہر نکل گیا۔

---★★★---

"کیسی ہو ماہی؟" سلام کے بعد اس کا پوچھا جانے والا یہ سوال دل کو بھلا معلوم ہوتا تھا۔ وہ جیسے اس کے سوال پر ہی پگھل گئی۔ کیسا عجیب محسوس ہوتا ہے کہ جب آپ سے کوئی اپنا آپ کا حال پوچھے۔۔ دل چاہتا ہے دل کھول کر اس کے آگے رکھ دیں۔ اس کو لگا وہ اس سوال پر اپنی آنکھیں گیلی ہونے سے روک نہ پائے گی۔

"ٹھیک ہوں۔"سب کچھ ٹھیک نہ ہوتے ہوئے بھی ٹھیک کہنا کتنا زیادہ اذیت ناک تھا۔وہ اسے اپنا حال ہی نہ بتا سکی۔

"کیا ہوا ہے ماہی؟"ہائے یہ شخص شاید اس کی جان لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔وہ جانتی تھی کہ اگر اس نے مزید پوچھا تو شاید وہ تکلیف سے آنکھوں میں آنسو لے آئے۔۔اس کی آواز بھیگ جائے۔

"کچھ بھی نہیں۔۔سب ٹھیک ہے۔"یہی جھوٹ وہ خود سے دن میں کئی بار بولا کرتی تھی۔

"تمہاری آواز کچھ اور کہتی ہے مگر میں جانتا ہوں تم کبھی بھی قبول نہیں کرو گی کہ تم کتنی تھکی ہوئی ہو۔"عجیب ساحر تھا۔۔اپنے سحر میں کھینچ لیتا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔"ضبط آزمایا جا رہا تھا۔

"خود کو زبردستی احساس دلانا بند کرو کہ تم ٹھیک ہو۔۔کیونکہ میں حقیقت جانتا ہوں۔"

"مجھے پڑھنا بند کریں۔آپ شہر میں کیسے ہیں؟"وہ جانتی تھی کہ شہر میں سراقہ کتنا مصروف رہتا ہے۔۔اس سے پہلے وہ رابطہ ہی ختم کرے'ماہ جلدی جلدی اس کے متعلق سوالات کرنے لگی۔

"کیا تم آج کل ڈائری لکھ رہی ہو؟"وہ اس کا سوال نظرانداز کر گیا۔

"نہیں۔"

"کیوں؟"

"جانے کیوں۔۔"

"ڈائری لکھو۔وعدہ کرو تم ڈائری لکھو گی؟"

"مگر کیوں؟"اس کا یوں کہنا ماہی کو واقعی حیران کر گیا۔

www.novelsclubb.com

"تاکہ تم خود کو ہلکا محسوس کر سکو۔دل کے بوجھل پن میں ذرا سی کمی آجائے گی تو خود کو بہتر محسوس کرو گی۔۔اور سچ کہوں تو مجھے آج تمہاری ڈائری سے جلن محسوس نہیں ہو گی کہ سب سے پہلے تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔"وہ مسکرا رہا تھا اور وہ گم صم اسے سن رہی تھی۔

"آپ کیسے ہیں وہاں؟"

"ٹھیک ہوں۔ تھوڑی ہی دیر پہلے جم سے لوٹا ہوں۔ باخدا اتنی دنوں بعد جم جا کر جو سکون حاصل ہوا ہے اس کا کوئی جواب نہیں۔" وہ آواز سے خاصا فریش معلوم ہو رہا تھا۔ "تم کہاں ہو؟" وہ شاید اس سے حویلی کی جگہ پوچھ رہا تھا۔

"کمرے میں ہوں۔" ماہی اپنا اکبر حویلی آنے کا ذکر چھپا گئی۔ سراقہ لا علم تھا۔

"اچھا چلو ٹھیک ہے۔ میں کال رکھ رہا ہوں کیونکہ کام بہت ہے۔ خدا حافظ۔" وہ لائن کاٹ گیا اور اس کے کال رکھنے پر ماہ کامل تکیے پر سر رکھ کر آنکھیں موند گئی۔

---★★★---

"کیسی ہو۔" لبوں پر مسکراہٹ سجائی ہوئی تھی۔ جانان نے جوس کا گلاس دور رکھتے ہوئے اسے دیکھا۔ من پسندیدہ شخص کے سامنے دل کو قابو رکھنے کا ہنر بھی اب اس کو آ گیا تھا۔

"تم نے بتایا نہیں تم کیسی ہو؟" وہ کرسی پر دوسری طرح سے بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں بازو کرسی کی پشت پر رکھے اور ٹھوڑی ٹکا لی۔

"ٹھیک ہوں۔"اس نے سرسری سے انداز میں بتایا۔جان کر وہ خود بھی گھلنا نہیں چاہتی تھی۔

"پہلے تو کبھی ایسی سادگی سے نہیں جواب دیا۔"وہ اس کا چہرہ بغور دیکھنے لگا جہاں سنجیدگی کے پورے پورے آثار نمودار تھے۔

"میں ایسی ہی تھی پہلی بھی۔"اس نے مضبوطی سے اپنی منوانی چاہی۔

"نہیں بلکل نہیں۔۔پہلے تم مجھے پورا حال سنایا کرتی تھی۔"گھمبیر آواز نے گویا اسے خاموش کیا۔

"کیا کہوں آپ سے کہ میں حویلی لوٹنا چاہتی ہوں مگر صرف آپ کی وجہ سے ٹھہری ہوئی ہوں؟آپ مجھے اذیت دے رہے ہیں۔"اسے غصہ آنے لگا۔

"اذیت ؟"وہ قدرے چونک اٹھا۔"میں تمہیں اذیت دینے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا جانان اور جہاں تک بات اکبر حویلی کی ہے تو تم فکر مت کرو۔ہم دونوں وہاں ساتھ جائیں گے۔داماد کو دیکھ کر وہ خوش تو ہوں گے نا؟"اس کے چہرے کے تاثرات

www.novelsclubb.com

بہت عجیب تھے۔ لگتا ہی نہیں تھا کہ پہلے ایک بدمزگی دونوں کے درمیان ہو چکی ہے۔

جانان کا چہرہ سرخ ہوا۔

"میں یہاں پر آپ سے طلاق کی بات کرنے آئی ہوں۔ مجھے جلد از جلد طلاق دیں تاکہ میں حویلی لوٹ سکوں۔" وہ اس کی آنکھوں میں نہ دیکھ سکی۔ لمحوں کی خاموشی چھا گئی۔ اسے لگنے لگا جیسے وہ اب اس پر پچھلی بار کی طرح برس اٹھے گا۔ یکدم ہی زوردار قہقہہ گونجا اور جانان کے دل کی دھڑکنیں بڑھا گیا۔

"طلاق؟ اچھا خیال ہے۔ بھول جاؤ طلاق کو اور پھر میں بھی بھول جاؤں گا کہ تم نے مجھ سے طلاق کا مطالبہ کیا تھا۔" وہ اب بھی ہنس رہا تھا اور جانان کو لگنے لگا جیسے اس کا مذاق اڑایا جا رہا ہو۔ وہ اپنے باپ کی طبیعت کو لے کر پہلے ہی بہت پریشان تھی اور اب جہاندار کا غیر سنجیدہ لہجہ اسے پیش دلانے لگا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے طلاق چاہیئے جہاندار۔۔ خدا کا واسطہ میری مشکل آسان کریں اور چھوڑ دیں مجھے!" جانے لہجے میں اتنی مضبوطی کہاں سے آئی تھی کہ جہاندار بھی اسے تکتا رہ گیا تھا۔ وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا اور یونہی دیکھتے دیکھتے وہ پھر سے مسکرا دیا۔

"تمہارے کہنے سے کیا میں طلاق دے دوں گا؟"

"مجھے پریشان مت کریں۔" اس نے دانت پیس لیے۔

"اوئے ہوئے تمہارا غصہ۔۔" وہ امپریس ہوئے بنا نہ رہ سکا۔ "مجھ سے ذرا کم ہے مگر ہے بڑا غضب ناک۔۔" اس کی نگاہوں میں اس سب کے باوجود بھی ڈھیروں محبت تھی۔

جانان اسے بے یقینی سے تکتی رہ گئی جہاں کوئی اثر ہی نہیں تھا۔ وہ شاید خود کو بہت سمجھا کر آیا تھا۔ "مجھ سے دور جانے کے لیے کتنے طریقے اپناؤ گی؟ سارے بیکار ہیں یار۔۔ تمہیں لگتا ہے میں پاگل ہوں جو سالوں کا بندھن یوں تمہاری خواہش پر توڑ دوں گا؟ ویسے میں جانتا ہوں اکبر حویلی کے بے حس مردوں کا حکم ہے تم پر۔۔ انہیں ایک بار پھر یاد دلا دو کہ دوسری جانب شاداب نہیں ہے۔۔ جہاندار قیس ہے۔ ان کی گردنیں مروڑ دے گا لیکن طلاق نہیں دے گا۔" کیا انداز تھا۔ ٹھنڈا مگر غضب ناک۔۔

www.novelsclubb.com

جانان تیزی سے کھڑی ہوئی۔

"طلاق کے لیے اپنا دماغ جتنی جلدی بنا لیں درست رہے گا۔ میں بار بار آپ کا سامنا نہیں چاہتی۔" وہ اس کی آنکھوں میں بھی نہ دیکھ سکی۔ اس نے اپنے سیاہ گلاسز میز سے اٹھائے اور بیگ میں ڈالنے لگی۔ جہاندار اسے پر سکون دیکھ رہا تھا۔

"مجھ سے بے حسی اپنا رہی ہو؟"

"طلاق لینے کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں۔ مجھ لگتا ہے کہ اب اتنا کچھ ہونے کے بعد ہمیں سمجھ لینا چاہیئے کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے نہیں ہیں۔ مجھے طلاق دے کر اپنا راستہ بھی صاف کریں اور مجھے بھی حویلی لوٹنے کا موقع دیں۔ میری جان چھوڑنے کا جو معاوضہ آپ لیں گے میں ادا کروں گی۔ مجھے بس جلد از جلد طلاق چاہیئے۔۔ ہر حال میں۔" اس کے لہجے کی سختی جہاندار کو اپنے لب بھینچنے پر مجبور کر گئی۔

"تمہیں لگتا ہے کہ تم اپنی باتوں سے میرا دل دکھا کر طلاق لے لو گی؟" ہاں اس کے الفاظوں نے دل ضرور چھلنی کر دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اپنی بات منوانے کے لیے کچھ بھی۔۔" نہیں وہ اس کی جانان تو نہیں تھی جس کے ہر انداز سے جہاندار کے لیے محبت چھلکتی تھی۔ وہ پلٹ کر جانے لگی۔ خاموشی کا وقفہ کچھ طویل ہو گیا۔ جہاندار کا سپاٹ لہجہ یکدم ہی بدلنے لگا۔ وہ اب مبہم سا مسکرا رہا تھا۔

"پھر جان رکھو کہ سارے طریقے بیکار ہے۔ میرا ضبط آزمانا بند کرو جانان۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں خود ہی کوئی ایسا فیصلہ لے لوں جو تمہاری مرضی کے خلاف ہو۔"

جانان نے پلٹ کر ایک نظر اس کے مسکراتے پر سکون چہرے کو دیکھا تھا۔ اس کا دل چاہا کہ اس پر پھٹ پڑے مگر ضبط لازمی تھا۔ باپ کا چہرہ خیالوں میں آتے ہی اس نے وہاں سے جانا ضروری سمجھا۔

---★★★---

"مجھے نہیں معلوم یوں بے وجہ کتاب کیوں لکھ رہی ہوں۔ حالانکہ میرے پاس خیالات اتنے ہیں کہ یہ صفحے بھر جائیں مگر انہیں اس صفحوں پر اتارنے والے وہ الفاظ نہیں موجود۔۔ سراقہ کی طرح۔۔ میں بھی تھک رہی ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ وہ خوش اور مطمئن ہیں۔ حویلی کے ماحول نے انہیں جھلا دیا تھا۔

اپنی ایک سی زندگی نے آج مجھے بھی جھلا دیا ہے۔

کتنا عجیب لگتا ہے بار بار یہ کہنا کہ میں اپنی ماں کو یاد کرتی ہوں۔ وہ لمس مجھے آج بھی یاد ہے۔

محبت ایک خوفناک احساس ہے۔

میں کسی بھی ایک شخص کو اپنا سرمایہ نہیں سمجھنا چاہتی ہے۔۔انسان دھوکے دے دیتے ہیں۔ میں اپنا دل ٹوٹتے نہیں دیکھ سکتی۔ میں کسی شخص سے اتنی امیدیں نہیں باندھ سکتی۔ میں اس پر ڈپینڈ نہیں رہنا چاہتی۔ مجھے محبت جیسے جذبے سے دور رہنا چاہیئے۔ یہ مجھے توڑ کر رکھ دے گا۔

عالم کی طبیعت اب پہلے سے بہتر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مر جائے گا مگر وہ نہیں جانتا کہ اس کے خیالات مجھے کیسے اذیت دیتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

میں جانتی ہوں یہاں سے لوٹنے کے بعد وہ پھر سے ویسا ہو جائے گا۔ کاش میں اس شادی کی حامی ہی نہ بھرتی۔۔اپنی وجہ سے دو لوگوں کی زندگی خراب کر رہی ہوں۔

ایک سراقہ۔۔اور دوسرا ابدر عالم۔

سب جانتے تھے وہ میرے بغیر نہیں رہ سکتا مگر میں نے پھر بھی اس شادی کے لیے حامی بھر لی تھی۔ میں نے اسے خود سے دور کر دیا۔

زندگی کی کتاب کا یہ ورق بے پناہ مشکل ہے یارب۔۔

اسے گزار دے۔۔ مجھ پر وہ بوجھ نہ ڈال جسے اٹھانے کی مجھ میں سکت نہیں۔۔"

---★★★---

"میرا دل چاہتا ہے اکبر دادا کے طوطے کی گردن مڑوڑ دوں۔" وہ پانی کی بوتل کو غصے سے موڑتے ہوئے اپنی بھڑاس نکالنے لگا۔ شاور لے کر نیچے آتا سراقہ اس کی بات پر زوردار ہنسا۔

"لگتا ہے جیسا میں سوچ رہا ہوں ویسا ہی ہے۔"

"میرا دماغ پہلے ہی بہت گھوما ہوا ہے سراقہ۔" کنپٹی کی رگیں ابھری ہوئی تھیں۔ وہ اب تک تپا ہوا بیٹھا تھا۔

"گھوما ہوا ہی رہتا ہے۔ کوئی بڑی بات نہیں۔۔ خیر جانان کیا کہتی ہے؟" بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فریج سے بریڈ نکالنے لگا۔ جانان کا ذکر جہاندار کی زبان کو تالا لگا گئی۔ وہ

www.novelsclubb.com

کیسے ان باتوں کو دہراتا۔ماحول میں خاموشی پھیل گئی۔ سراقہ فرائی پین میں کباب تلنے لگا۔

"اگر میں تم سے کہوں کہ۔۔" لفظوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔

"میں سن رہا ہوں۔"اس نے نگاہ پھیر کر بھائی کو دیکھا جو قابل رحم محسوس ہو رہا تھا۔

"اگر میں کہوں کہ وہ بھی اب مجھ سے دور بھاگنا چاہتی ہے تو کیا تم یقین کروگے ؟"گویا چہرے سے ساری خوشی نچوڑ دی گئی ہو۔ سراقہ جہاں کا تہاں رہ گیا۔اس نے خالی پن سے جہاندار کا چہرہ دیکھا۔

"نہیں یہ ناممکن ہے۔"یقین کرنا دشوار تھا۔ بھلا ایسا ممکن بھی کیسے ہو سکتا تھا۔۔ جانان اور جہاندار کی جدائی مانگے ؟ناممکن۔۔

"کاش ایسا ہوتا۔میں جانتا ہوں وہ یہ سب دباؤ میں آکر کر رہی ہے۔ مجھ سے طلاق مانگ رہی ہے۔"

طلاق ؟"سراقہ کی تو جیسے آنکھیں ہی پھٹنے لگیں۔" جانان تم سے طلاق مانگ رہی ہے؟"

www.novelsclubb.com

"ہاں۔۔پہلے جانان کے ساتھ ہونے کا احساس تھا مگر وہ اب مجھے بھی اس رستے پر تنہا کر گئی۔اسے میرے پاس تو آنا ہی ہے چاہے رضامندی سے آئے یا ناراضگی سے۔۔"

"میں اس سے بات کروں گا۔تم صحیح کہتے ہو کہ وہ اپنے لوگوں کے دباؤ میں یہ سب کر رہی ہے۔اس کی معصومیت اور بھولے پن کا فائدہ اکبر حویلی والے خوب اٹھا رہے ہیں۔ بلیک میلنگ کا طریقہ اپنایا ہوگا۔"کباب پلیٹ میں نکالتے ہوئے اس نے بریڈ کے سلائسز ساتھ میں رکھے اور گھومتا ہوا لاؤنج کے صوفے پر آبیٹھا۔

"وہ جب میری جانب سے ناامید ہوگی تو تم سے مدد مانگے گی۔اسے کہہ دینا کہ جہاندار جان دیدے گا مگر طلاق نہیں دے گا۔"وہ اٹھ کر اوپر کمرے میں بڑھ گیا۔سراقہ اب بھی بے یقینی کی کیفیت میں بیٹھا تھا۔ان سب کی زندگیوں نے انہیں ایسے موڑ پر لا کھڑا کیا تھا کہ نہ اِس پار انہیں کچھ امید ملتی تھی اور نہ اُس پار۔۔

www.novelsclubb.com

---★★★---

"کس کی اجازت سے تونے یہ دو دن وہاں گزارے؟"وہ جانتی تھی یہ تماشہ ہونے کو ہے۔۔چلو ہونے لگا۔

"میرے بھائی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔اس لیے وہاں ٹھہر گئی۔" نگاہیں فرش پر جھکی ہوئی تھیں۔

"تیرا بھائی مرے یا جیے! تو میری اجازت سے اس حویلی سے نہ نکلے گی۔"

"اللہ نہ کریں چچی!" وہ تڑپ اٹھی۔"وہ میرا بھائی ہے۔اللہ اسے صحتیابی نوازے۔"اس کا ہاتھ دل پر ہی ٹھہر گیا۔

"تو، تیری ماں اور تیرا بھائی۔۔سارے ہی ڈرامے باز۔" انہوں نے نخوت سے ناک چڑھائی۔"اب کی بار میرے مزاج کے خلاف کوئی کام کیا تو تیری بدکردار ماں کی طرح تجھے بھی زمین میں اتار دوں گی۔" ان کا کہنا تھا کہ وہ بپھر اٹھی۔

"میری ماں کے بارے میں ایک لفظ اب مزید کہا تو میں سارے لحاظ ختم کردوں گی۔" یہ اس کے دل کی تڑپ تھی۔وہ چیخ اٹھی کہ اب ضبط ختم ہو گیا تھا۔"بس کریں اور مت کوسیں میری ماں کو۔۔مر گئی ہے وہ عورت اور لیٹی ہے اپنی قبر میں۔۔کیا نقصان کیا تھا میری ماں نے آپ کا؟ نہ وہ بدکردار اور نہ بداخلاق۔کاش بداخلاق ہوتیں تاکہ مجھے بھی کچھ سکھا جاتیں۔پھر شاید میں آپ کی منہ زوری پر جواب تو دے پاتی۔" وہ روتے ہوئے

اوپر کی جانب بھاگ گئی جبکہ آبرو کو اپنے تن بدن میں آگ سی لگتی ہوئی محسوس ہوئی۔ موٹی موٹی گالیوں سے اسے نوازتی ہوئیں سراقہ کو کال کرنے کی دھمکیاں دینے لگیں۔

کال کرتی ہوا بھی سراقہ کو۔۔آکر طلاق منہ پر مار کر جائے یا تجھے زندہ ہی دفنا دے۔آبرو" کے آگے زبان کھولتی ہے ناہنجار۔"وہ توان کے لیے ہی غنیمت تھی کہ دادا اخگر حویلی میں موجود نہ تھے۔

---★★★---

"سلیم بتا رہا تھا کہ ابا کی طبیعت بحال نہیں ہو رہی۔انہیں پہلے بھی ایک بار دل کا دورا آچکا ہے۔اس لیے اب مجھے اتنی گھبراہٹ رہتی ہے۔۔"جہاندار سے ملاقات کو آج تیسرا دن تھا۔ان تین دنوں میں اس کا جہاندار سے کوئی رابطہ نہ ہوا۔

"اللہ بہتر کرے گا۔چند دنوں کی بات ہے پھر ہم سب اپنے اپنے گھر جا سکیں گے۔" بلقیس اسے تسلی دے رہی تھی۔"تم پریشان مت ہو۔بس دعائے خیر مانگو۔"چند دنوں سے وہ اسے اپنے ابا کی طبیعت کی وجہ سے کافی ڈسٹرب لگ رہی تھی۔

"کیسے نہ ہوں۔۔دل حلق میں آیا ہوا ہے۔ہاسٹل میں گھٹن سی محسوس ہوتی ہے۔"کاش کہ طلاق والے معاملات جلدی سے حل ہو جائیں اور وہ حویلی لوٹ سکے۔باپ کی طبیعت نے اسے جہاندار کا خیال تک بھلا دیا تھا۔

"میں دیکھ رہی ہوں کہ کیسے تم نے خود کو اس کمرے تک محدود کر لیا ہے۔آجاؤ آفس سے دو گھنٹے کی اجازت لے کر شاپنگ سینٹر چلتے ہیں۔"وہ تو جیسے پہلے ہی پلان سیٹ کر بیٹھی تھی۔جانان کی آنکھیں پھیلیں۔

"اور شاپنگ سینٹر جا کر کریں گے کیا جب جیب میں کچھ لینے کے پیسے موجود نہ ہوں؟میں اس بار حویلی سے خالی ہاتھ آئی ہوں۔"خالی ہاتھ تو نہ آئی تھی۔۔غم کا پورا سوٹ کیس اٹھا لائی تھی۔

"خیر میرے پاس اتنے پیسے تو ہیں کہ کرایہ افورڈ کر سکوں اور تمہیں وہاں کے فوڈ کورٹ میں کچھ کھلا سکوں۔جہاں تک شاپنگ کی بات ہے تو اتنے پیسے تو میرے پاس بھی نہیں۔۔ہم خرید نہیں سکتے تو کیا نئے کپڑوں اور جیولری کو دیکھ بھی نہیں سکتے؟دیکھ کر خواب تو سجا

سکتے ہیں۔ پھر کیا کہتی ہو؟ بات کروں میم سے؟"اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ جانان اس کا دل رکھنے کے لیے جو نہی مانی 'بلقیس نے نیچے کو دوڑ لگائی۔

آدھے گھنٹے میں وہ دور علاقے کے بڑے مال میں موجود تھے۔ یہ واقعی ایک خوبصورت مال تھا۔

نئی نئی سیلز اور نئے فیشنز کا تعارف کرواتی بلقیس اسے بار بار مسکرانے پر مجبور کر رہی تھی۔ وہ سوچنے لگی کہ چلو اچھا ہی ہوا کہ ہاسٹل سے گھومنے باہر نکل آئی۔ اس بہانے دماغ بھی ذرا سا فریش ہو گیا۔ آنے والے وقت سے بے خبر وہ ہر ہر لمحے سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔

---★★★---

"شکریہ حیدر صاحب۔"اس نے کھڑے ہوتے ہوئے کلائنٹ سے ہاتھ ملایا تھا۔ یکدم ہی نگاہ گھومتی ہوئی دور کیفے میں داخل ہوتیں دو لڑکیوں پر پڑی اور وہیں جم سی گئی۔

"آپ کے ساتھ میٹنگ کر کے مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ امید ہے اگلی بار بھی جلد پروگرام بنے گا۔" حیدر صاحب کی بات پر وہ اثبات میں سر ہلانے لگا۔

دور کھڑی جانان کے برابر میں بلقیس جہاندار کو فوراً ہی پہچان گئی تھی جبکہ جانان کو اپنا خون خشک ہوتے ہوئے محسوس ہوا۔

"وہ جہاندار بھائی ہیں نا؟" بلقیس تو گویا چہک اٹھی۔

"آں۔۔ہاسٹل چلتے ہیں۔دو گھنٹے پورے ہونے میں صرف بیس منٹ ہے اور پھر رکشہ ملنے میں بھی وقت ملے گا۔" جانان نے تیزی سے بلقیس کے سامنے بات بنانی چاہی۔

"ارے بھلا یہ کیا بات ہوئی۔تم اپنے شوہر سے ملنا نہیں چاہو گی؟ ہاسٹل آفس انچارج کی خیر ہے۔ہم آدھا گھنٹہ تاخیر سے بھی پہنچ جائیں تو زیادہ سے زیادہ کیا ہی ہو جائے گا۔ میم ہلکی پھلکی ڈانٹ لگا دیں گی۔" اس نے جہاندار کو دیکھتے ہوئے ہاتھ ہلایا تاکہ وہ ان کی جانب متوجہ ہو۔جانان کا دل چاہا کہ منظر سے ہی غائب ہو جائے۔جان تو تب نکلنے لگی جب جہاندار کو اپنی طرف بڑھتے پایا۔نہیں وہ اس کا یوں سامنا نہیں چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہیلو!" وہ مبہم سا مسکرایا۔

"کیسے ہیں جہاندار بھائی؟ کافی عرصے بعد دیکھا ہے آپ کو۔۔"

جانان نے نگاہیں چرائیں۔

"میں تو ٹھیک ہوں مگر میری بیوی مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی۔" وہ تو بس موقع سے فائدہ اٹھانے لگا۔ لبوں پر موجودہ مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"یہ تو ہاسٹل لوٹنے کا کہہ رہی تھی۔ میں نے ہی پھر زبردستی روکا کہ اپنے میاں صاحب سے تو مل لو۔" بلقیس کے یوں بتانے پر جانان کی پلکیں لرز اٹھیں۔

"نن۔ نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ ہمیں چلنا چاہیئے۔ آپ کو بھی تاخیر ہو رہی ہو گی۔" اسے بلقیس کی وجہ سے جہاندار سے بات کرنی پڑی۔

"نہیں بلکل نہیں۔۔ آپ کو دیکھ کر میں اپنے سارے کام ویسے ہی بھول چکا ہوں جانِ جاناں۔۔" اس کا انداز۔۔ جانان نے بے اضطرابی سے نگاہیں دوسری جانب مرکوز کر لیں۔ وہ بلقیس کی موجودگی کا خوب فائدہ اٹھا رہا تھا۔

"مگر ہمیں ہاسٹل لوٹنا ہے۔" اس نے جہاندار کو گھورا۔

"نہیں نہیں ہمیں بھی جلدی نہیں۔۔ ہم تھوڑی تاخیر سے چلے جائیں گے۔" بلقیس نے جانان کو چٹکی کاٹی۔

جہاندار ہلکا سا ہنس دیا۔

"آپ لوگوں نے کوئی خریداری نہیں کی؟"ان کے خالی ہاتھ تو یہی بتلاتے تھے۔

"نہیں ہمارا اتنا بجٹ نہیں۔ ہم تو بس یونہی گھومنے نکلے تھے۔"

جانان خاموش کھڑی تھی۔

"پھر تو اچھا ہوا کہ میں آگیا اور اب جب میں ہوں تو تھوڑی بہت خریداری تو بنتی ہی ہے۔"

جانان کا دل چاہا سر دیوار پر دے مارے۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔"اس نے ایک بر پھر انکار کرنا چاہا۔

"بلکل ضرورت ہے بیگم۔" لہجے میں ہمیشہ کی طرح بے پناہ محبت تھی۔ وہ اسے ایسے دیکھ رہا تھا جسے ان کے درمیان سب کچھ ٹھیک اور درست چل رہا ہو۔"میرے دوست کی یہاں ایک جیولری شاپ ہے۔ وہاں چلتے ہیں۔"وہ انہیں پیچھے آنے کا اشارہ دیتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

---★★★---

وہ بہت زیادہ مہنگی تو نہیں مگر بے پناہ خوبصورت جیولریز تھیں۔ بلقیس کے منع کرنے کے باوجود بھی جہاندار نے اسے چھوٹی موٹی خریداری کروائی تھی۔ جانان کا چہرہ سپاٹ تھا۔

کاش وہ آج ہاسٹل ہی ٹھہر جاتی۔ کیا ہی ضرورت تھی باہر آنے کی۔۔اسے بلقیس پر غصہ آنے لگا جو اسے یوں باہر کھینچ لائی تھی۔

آدھے گھنٹے بعد وہ لوگ فوڈ کورٹ میں بیٹھے تھے۔ جوس کا گلاس لبوں سے لگاتے ہوئے اس نے بیوی کو دیکھا جو اپنے گلاس کو پورے اشتیاق سے گھور رہی تھی۔

"گلاس منہ سے لگانا پڑتا ہے۔ آنکھوں سے نہیں نگل سکتے۔" اس نے گویا کوئی موقع نہ گنوایا۔

"ہم اس کے بعد ہاسٹل جا رہے ہیں۔" جانان نے بلقیس کو فیصلہ سنایا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

"ہاں اب میں نے کوئی ضد نہیں کرنی۔" بلقیس نے اب کی بار ہاتھ جوڑ لیے۔

"رزلٹ کب ہے آپ لوگوں کا؟" جس سوال کا جواب جانان نے اسے نہ دیا تھا وہ اب بلقیس سے پوچھ رہا تھا۔ جانان نے تیزی سے نگاہ اٹھا کر بلقیس کو دیکھا جیسے چاہ رہی ہو کہ وہ اسے نہ بتائے۔

www.novelsclubb.com

"اگلے ہفتے کسی بھی دن۔۔چند ایک دن میں تاریخ بھی کنفرم ہو جائے گی۔" وہ اپنا کسٹرڈ انجوائے کر رہی تھی۔ جہاندار نے بیوی کو گہری نگاہوں سے دیکھا جیسے کچھ سوچ رہا ہو۔

"یعنی جو کرنا اس دن سے پہلے کرنا ہے۔" آواز دھیمی تھی مگر جانان نے واضح سن لیا۔ اس کا رنگ سفید پڑنے لگا۔

"آپ نے کچھ کہا؟" بلقیس کی آواز پر وہ چونکا۔

"نہیں بس دیکھ رہا تھا اپنی بیوی کو۔۔ شرم کے مارے کچھ بولتی ہی نہیں۔" اس نے مسکراہٹ دبالی۔ بلقیس ہنس پڑی۔

جانان کی آنکھیں بھرنے لگیں۔ وہ اسے نوٹ کر رہا تھا اور یہی وجہ تھی کہ وہ اب خاموش تھا۔ دس منٹ بعد ہی بلقیس اٹھ گئی۔

"آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی جہاندار بھائی۔ میں باہر رکشہ روکتی ہوں۔ تمہیں اگر "کوئی بات نہیں کرنی تو آجاؤ۔

"میرے پاس گاڑی ہے۔ میں چھوڑ۔۔" وہ ابھی بات مکمل ہی کرتا کہ جانان نے بات کاٹ ڈالی۔

www.novelsclubb.com

"ہم خود جائیں گے۔" لہجے میں سختی تھی کہ بلقیس بھی چونک سی اٹھی۔"تم رکشہ روکو میں ذرا آتی ہوں۔"اس نے اسے کو جانے کا کہا اور خود میز پر دونوں بازو کہنیوں تک جمائے جہاندار کو دیکھنے لگی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"کب تک کریں گے ایسا؟"

بلقیس جا چکی تھی۔وہ اب اس سے بے حد سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔

"ہمیشہ۔۔"اس نے بھی اپنے دونوں بازو میز پر ٹکائے اور آنکھوں میں جھانکنے لگا۔

"طلاق کیوں نہیں دے دیتے؟"اس کی آنکھیں ایک بار پھر بھرنے لگیں۔

"کیوں دوں میں طلاق جب میری کوئی غلطی ہی نہیں؟"لہجہ گھمبیر تھا۔خاموشی کا وقفہ بڑھ گیا۔جانان خود پر قابو پانے لگی مگر اب یہ سب بے حد مشکل تھا۔آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔اس کا مضبوط لہجہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔وہ جو سمجھتی تھی کہ دوٹوک بات کر کے آئے گی اب گزارش کرنے لگی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ہاں ساری غلطی میری ہی تھی۔اب مجھے طلاق دے دیں۔میری زندگی پہلے ہی جہنم ہے اسے مزید نہ خراب کریں۔مجھے آزاد کر دیں۔۔مجھے چھوڑ دیں خدارا میں

آپ سے التجا کرتی ہوں۔" وہ دبی دبی آواز میں گڑگڑا رہی تھی اور جہاندار پر تو اس کی حالت دیکھ کر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔

"تم رو رہی ہو۔" اس کے آنسو دیکھنا سب سے تکلیف دہ عمل تھا۔ وہ اپنا درد بھول کر اس کے لیے بوکھلا گیا۔

"مجھے اس بوجھ سے نکال دیں۔۔ مجھے طلاق دے دیں۔ میں حویلی جانا چاہتی ہوں۔۔ مجھے آزاد کر دیں۔" ایک بیٹی پر باپ کی محبت حاوی تھی۔ وہ انہیں دیکھنا چاہتی تھی ان کی تیمارداری کرنا چاہتی تھی۔

ارد گرد میزوں پر کوئی نہیں تھا۔ وہ اس کا آنسوؤں سے تر چہرہ دیکھ کر تڑپ اٹھا۔ جانان انتظار کرنے لگی کہ کب وہ اس کے آنسوؤں پر رحم کھا کر اس کی بات مان جائے گا۔ دونوں کے درمیان لمبی خاموشی چھا گئی۔

www.novelsclubb.com

ایک لمحے کو تو واقعی وہ اسے کسی کشمکش میں مبتلا کر گئی۔ نہیں وہ جانان کو اذیت تو نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس نے ایسا کبھی نہیں سوچا تھا۔

جانان کا انتظار رائیگاں چلا گیا۔ وہ تھک گئی تو آنسو صاف کرتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ تو کیا واقعی جہاندار اس کی یہ التجا کبھی قبول نہیں کر سکتا تھا؟ مجبوری اسے کھا رہی تھی۔۔

"طلاق نہیں دوں گا۔ کسی بھی حالت میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اگر تمہیں مجھ سے آزادی چاہیئے تو میری موت کی دعا کرو جانان۔۔ کیونکہ موت ہی ایک راستہ ہے ہماری جدائی کا۔۔ تمہاری خواہش کی تکمیل صرف اسی صورت میں ممکن ہے۔" وہ خود بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ آواز پہلے سے زیادہ بھاری تھی۔ گاڑی کی چابی اٹھاتا ہوا تیزی سے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ جانان اس کے الفاظوں پر اپنا دل سنبھالتی رہ گئی۔ بلقیس کی آواز نے اسے اپنی جانب کھینچا تھا۔ سست روی سے چلتے ہوئے وہ اس کی جانب بڑھنے لگی۔

---★★★---

www.novelsclubb.com